کلامِ حالی کی تدوین

ڈاکٹر نورین روبی

Abstract:

A number of efforts have been made to edit the poetry of Maulana Hali. In this regard, Dr. Iftikhar Ahmad Siddiqui holds a special place. The present article, while partially discussing various attempts to edit Hali's poetry, presents a detailed evaluation of the compilation and editing work of Dr. Iftikhar Ahmad Siddiqui. The article first discusses the sources used by Dr. Siddiqui and then critically evaluates all the references cited in the edited work. The study shows that Dr. Siddiqui kept all relevant sources in his view and edited the collected works of Hali by using the best possible editorial skills.

مولانا الطاف حسین حالی کے کلام کی تدوین و ترتیب کے سلسلے میں متنوع کاوشیں کی گئی ہیں۔ کلامِ حالی کی تدوین میں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی مرتبہ ''کلیاتِ نظمِ حالی'' میں جلد اول و دوم اور ''جواہراتِ حالی'' خصوصیت کے ساتھ اہم ہیں۔ کلیاتِ نظمِ حالی (جلد اوّل) ۱۹۶۸ء میں مجلس ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہوئی۔[۱] حالی کی زندگی میں مسدس مدوجزرِ اسلام کے علاوہ، اُن کے کلام کے دو مجموعے شائع ہوئے تھے۔ ایک مجموعہ نظمِ حالی (۱۸۹۰ء) اور دوسرا دیوانِ حالی (۱۸۸۳ء) اِن میں سے تین نظمیں ''مناجاتِ بیوہ''، مثنوی'' حقوقِ اولاد'' او ر''شکوۂ ہند'' کثرتِ اشاعت کے باعث اِن میں شامل نہیں۔ ۱۸۹۳ء کے بعد کا سارا کلام غیر مدون رہ گیا، ماسوائے'' تحفتہ الاخوان''،'' فلسفۂ ترقی'' اور'' چُپ کی داد'' چھپ چکی تھیں۔ زندگی کے آخری ایام میں حالی نے اپنے کلام کی ترتیب و تدوین کا کام شروع کیا اُنھوں نے فارسی و عربی نظم ونثر کا مجموعہ ضمیمہ اُردو کلیاتِ نظمِ حالی کے نام سے مرتب کیا، جو اُن کے انتقال سے چند ماہ قبل ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا۔ حالی کی وفات کے بعد قطعاتِ حالی و رباعیاتِ حالی کے ایڈیشن شائع ہوئے۔ محمد اسماعیل پانی پتی نے ۱۹۲۲ء میں مجموعہ جواہراتِ حالی کے نام سے شائع کیا ہے۔ مرتب کا دعویٰ تھا کہ یہ باقیات حالی پر مشتمل ہے، جب کہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اِس میں حالی کا تمام غیر مدون کلام شامل نہیں۔[۲] ۱۹۶۴ء میں اسماعیل پانی پتی نے دیوانِ حالی اور جواہرات میں جمع شدہ مواد کو اصناف وار

ترتیب دے کر کلیات کو دو جلدوں میں شائع کیا۔ تیسری اور چوتھی جلد شائع نہ ہوسکی۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے کلیات کی ترتیب میں جن مجموعوں سے مدد لی۔ ان میں دیوانِ حالی طبع سوم (انوار المطابع ،لکھنؤ) اور دیوانِ حالی طبع چہارم (مطبوعہ الناظر پریس،لکھنؤ) ،لیکن بعد میں اُنھیں دیوانِ حالی طبع اوّل ۱۸۹۳ء (مطبع انصاری دہلی) بھی مل گیا۔ اِس کے پہلے حصے میں ۲۲۸ صفحات پر مشتمل طویل مقدمہ اور دوسرے حصے میں ۲۳۰ صفحات پر مشتمل دیوان ہے۔ صدیقی صاحب نے اِس نسخے کے معمولی نقائص کی نشان دہی کی ہے کہ قدیم طرزِ کتابت کے مطابق کئی الفاظ ملا کر لکھے گئے تھے ،چوں کہ یہ نسخہ صحتِ متن کے اعتبار سے باقی نسخوں سے بہتر تھا،اِس لیے بنیادی نسخے کے طور پر مدِنظر رکھا گیا۔[۳] دیوان میں کل ۶۷ قطعات،۱۱۶ غزلیں (قدیم ۳۰، جدید ۸۶)، ۱۰۷ رُباعیات (قدیم ۷، جدید ۱۰۰)، قصائد میں ۲ نعتیہ، ۲ مدحیہ اور ۲ ناتمام قصیدے ،۲ ترکیب بند، پانچ مدحیہ و سیاسیہ قطعات اور آخر میں ''اشعارِ متفرقہ'' کے زیرِ عنوان کچھ فرمائشی نظمیں اور قطعاتِ تاریخ جمع کر دیے گئے ہیں۔

۱۸۹۰ء میں حالی نے مجموعۂ نظمِ حالی کے زیرِ عنوان طویل نظمیں اور مثنویاں خود مرتب کیں ،جن کی کل تعداد ۱۴ ہے۔ (''برکھا رُت''،''نشاطِ اُمید''،''حُبِ وطن''،'' مناظرۂ رحم وانصاف''،''ننگِ خدمت'' (ترکیب بند)، ''مدرستہ العلوم علی گڑھ''،''تعصب وانصاف''،'' کلمتہ الحق''،'' مناظرہ واعظ وشاعر''،''جشن جیوبلی''، ''پھوٹ اور ایکے کا مناظرہ'' (ترکیب بند)،''مسلمانوں کی تعلیم''،''جواں مردی کا کام'' (ترکیب بند)،''زمزمۂ قیصری'')۔ ۱۹۰۳ء میں مولوی وحید الدین سلیم نے اِسی مجموعے کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا،جس میں ۴ نظموں کا اضافہ کیا گیا۔ اِن میں سے ایک نظم ''صدائے گدایانِ قوم''، دیوانِ حالی میں چھپ چکی تھی۔ باقی تین نظمیں نئی تھیں۔ اساسی نسخے کے انتخاب کے سلسلے میں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کا کہنا ہے :

> ''میرے پیشِ نظر مجموعہ حالی کے تین نسخے تھے۔ دو نسخے مطبع انسٹی ٹیوٹ،علی گڑھ کے (طبع سوم ۱۹۸۱ء اور طبع چہارم) اور تیسرا نسخہ دوآبہ ہاؤس لاہور کا شائع کردہ ہے۔ علی گڑھ کے دونوں نسخے کتابت،طباعت اور صحتِ متن کے اعتبار سے معیاری ہیں۔ تینوں نسخوں میں ۱۴ نظموں کے علاوہ مثنوی 'دولت اور وقت کا مناظرہ' بھی شامل ہے''۔[۴]

اگرچہ ،دیوانِ حالی اور مجموعہ نظم حالی میں ۱۸۹۳ء کا بیش تر کلام جمع ہوگیا تھا،لیکن افتخار احمد صدیقی نے ۱۸۹۳ء سے پہلے کی تین ایسی نظموں کی نشان دہی کی ہے۔ شاید جنھیں نا قابلِ اشاعت سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تھا، یہ تین نظمیں ''مبارک باد'' (۱۸۷۵ء)،'' شکریہ تشریف آوری سر چارلس ایچی'' (۱۸۸۲ء) اور'' شکریہ حضور لیفٹنٹ گورنر بہادر'' (۱۸۸۹ء) ہیں،اُنھوں نے جواہراتِ حالی سے بھی پوری طرح استفادہ کیا۔کلیاتِ نظمِ حالی جلد اوّل وجلد دوم میں ایک نظم ''مبارکباد'' اور ایک طویل نظم ''شکوۂ ہند'' کے سوا اور کوئی نئی چیز نہ ملی۔''[۵]

۱۹۳۰ء میں حالی کے صد سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر اسماعیل پانی پتی نے اُردو فارسی رُباعیات کا مکمل مجموعہ مرتب کر کے شائع کیا تھا،جس میں آخری دَور کی دس نئی رُباعیات شامل تھیں۔ صدیقی صاحب کے بقول ''رُباعیات کی ترتیب میں، یہی نسخہ میرے پیشِ نظر رہا''۔[۶] اِس سے قبل رُباعیات کے کئی مجموعے شائع

ہو چکے تھے۔ اِس مجموعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں رُباعیات کی تعداد سابقہ نسخوں سے زیادہ ہے، جو اسماعیل پانی پتی نے مصنف کے ذاتی نسخے سے نقل کی تھیں۔صدیقی صاحب نے اِن رُباعیات کی کل تعداد ۱۶۰ بتائی ہے (فارسی رُباعیات کے علاوہ) اِس نسخے میں صدیقی صاحب کے بقول کئی رُباعیات ترمیم شدہ صورت میں موجود ہیں،جن کی نشان دہی، اُنھوں نے حواشی میں کر دی ہے۔ ۷ اسماعیل پانی پتی کے مرتب کردہ **کلیاتِ نظمِ حالی** کی اغلاط کی نشان دہی کرتے ہوئے افتخار احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ اِس میں کتابت کی عام غلطیوں کے علاوہ،طبعِ اوّل کا کاتب کی تقلید میں''ہاں''اور''واں'' کو'' یہاں'' اور''وہاں'' لکھا گیا ہے اور اِس سلسلے میں''شکوۂ ہند'' کی مثال دیتے ہوئے لکھا ہے کہ''نو مصرعے اِسی کی بھینٹ چڑھے''۸ اور بعض جگہ کاتب کی اغلاط سے انحراف بھی کیا گیا ہے مثلاً ''یہاں'' اور''وہاں'' کی ''یاں'' اور''واں''؛ ''تیرے کو ترے''؛ ''میرے کو مرے'' کی تحریف برتی گئی ہے، جو بقول صدیقی صاحب اِس بات کا ثبوت ہے کہ''خود فاضل مرتب کو احساس نہیں کہ اِس تحریف سے شعر کی جانِ ناتواں پر کیا گزر گئی۔'' جواہرات اور رُباعیات کے اِنھی نقائص کے حوالے سے لکھتے ہیں :''اِس قسم کے تحریفات سے نہ صرف سکتے پڑتے ہیں، بل کہ مصرعوں کے جھٹکے ہو گئے ہیں۔''۹

مثنویات کے سلسلے میں مثنویات کے دو ایڈیشن مرتبہ شجاعت سندیلوی ،انوار بک ڈپو،لکھنؤ ۱۹۶۰ء اور شیخ مبارک علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۶ء پیشِ نظر رکھے۔صدیقی صاحب کے بقول شجاعت سندیلوی والے نسخے میں متن کی تصحیح کا اہتمام بہتر نہیں کیا گیا۔ ہر صفحے پر کتابت وطباعت کی بے شمار اغلاط ہیں۔

شیخ مبارک علی اینڈ سنز لاہور کا لاہوری نسخہ نسبتاً بہتر تھا۔اوّل الذکر نسخے میں کل گیارہ نظمیں شامل ہیں، جب کہ دوسرے میں ایک نظم ''روٹی کیوں کر میسر آتی ہے'' کا اضافہ کیا ہے۔ اِن دونوں نسخوں کے علاوہ اُنھوں نے دیگر لاہوری نسخے مطبوعہ کریمی پریس، مجتبائی اور مصطفائی پریس، کپور آرٹ ورکس وغیرہ کے ایڈیشنوں کو بھی مدِنظر رکھا، جن میں سے اِن کے خیال میں مجتبائی اور مصطفائی پریس کے ایڈیشن نسبتاً بہتر تھے۔''۱۰

کلیات کی ترتیب کے سلسلے میں ۱۹۶۰ء میں جدید کتاب گھر، دہلی سے ایک مجموعہ کلیاتِ حالی اسماعیل پانی پتی کے دیباچے کے ساتھ شائع ہوا،جس کے بارے میں صدیقی صاحب کا کہنا ہے کہ''یہ ہر لحاظ سے نامکمل تھا۔''۱۱ اِس نسخے کے بارے میں اُنھوں نے شک بھی ظاہر کیا ہے :''غالباً وہی (اسماعیل پانی پتی) اِس کے مرتب ہوں گے بعض جگہ اِس سے بھی استفادہ کرنا پڑا۔''۱۲ صدیقی صاحب نے دیوانِ حالی کی ترتیب کے برعکس کلیات میں غزل کو مقدم کیا ہے اور اِس کے تین ادوار قائم کیے ہیں۔ اِن ادوار کے حوالے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے ہیں :

> ''ابتدا اور انتہا حتمی طور پر متعین نہیں کیے جا سکے،۱۸۶۳ء میں نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے حلقۂ اثر میں داخل ہونے کے بعد حالی کی غزل کا مستقل دور شروع ہوا،گمان غالب ہے، کہ اِس دَور کے مختصر کلام میں ابتدائی مشقِ سخن کی چیزیں شامل نہیں''۔۱۳

لاہور آنے کے بعد حالی نے عبدالغفور نساخ کے تذکرۂ شعرا میں مؤلفِ تذکرہ کی فرمائش پر اپنی ۱۴ غزلوں میں سے ۲۵ اشعار منتخب کر کے بھیجے۔ اِن تمام غزلوں کو صدیقی صاحب نے حالی کی قدیم غزلیں قرار دیا ہے اور حالی

کی قدیم غزل گوئی کی آخری حد۱۸۷۴ء متعین کی ہے:

'' بہرحال یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ قیام لاہور کے دَوران ہی میں(یعنی ۱۸۷۴ء کے آخر تک) اُن کی غزل گوئی کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔جدید دَور کی مدت۱۸۷۴ء سے دیوان کے سنہ اشاعت۱۸۹۳ء تک ہے۔حالی کی قدیم غزلوں کی تعداد ۳۰ اور جدید غزلوں بشمول غزلیات دَورِ آخر تعداد۹۳ ہے۔''۱۴

صدیقی صاحب نے حالی کے شعری خصائص بیان کرتے ہوئے،عربی شاعری سے حالی کے لگاؤ کو اُن کے مزاج کی حقیقت پسندی،سادگی اور خلوص قرار دیا ہے، ۱۵ اُن کے خیال میں :''حالی کی قدیم وجدید غزلوں میں اظہار واحساس کا خلوص ایک قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتا ہے۔'' ۱۶ حالی کی غزلیات کے موضوع کے حوالے سے صدیقی صاحب کا کہنا ہے:'' اُن کی قدیم غزلوں میں کہیں بھی گل وبلبل کی فرسودہ علامتوں کے سہارے مضمون آفرینی کی کوشش کا شائبہ نہیں ملتا، جب کہ جدید غزلیات میں شعور واحساس کی ایک نئی فضا میں خیالات کی ایک نئی دُنیا دکھائی دیتی ہے۔'' ۱۷

صدیقی صاحب نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ حالی کی قدیم غزلوں میں کوئی بھی غیر معروف نہیں،جب کہ۱۹غزلیں ایسی ہیں جو غیر مردف ہیں۔

کلیات کی فصل دوم،قطعات ورُباعیات پر مشتمل ہے۔غزل کے قطعہ بند اشعار کے علاوہ اِس میں تین قسم کے قطعات ہیں۔اوّل وہ ٦٧ قطعات ،جو مختلف عنوانات کے تحت دیوان کے ابتدائی حصے میں جمع کردیے گئے ہیں۔دوسرے نمبر پر متفرق کے زیرِ عنوان مدحیہ وسپاسیہ قصائد اور دیگر نظمیں شامل ہیں۔بعض فرمائشی قطعات اور قطعاتِ تاریخ شامل ہیں اِسی طرح ۱۳٦ اشعار کی طویل نظم'' مناظرۂ واعظ وشاعر'' ، چوں کہ قطعہ کی صنف میں ہے لیکن موضوع واسلوب کی مناسبت سے مناظراتی نظموں کے ساتھ فصلِ پنجم میں شامل کی گئی ہے۔قطعات کو افتخار احمد صدیقی نے موضوع کے لحاظ سے درج کیا ہے، مثلاً تنقیدی،سیاسی،طنزیہ ومزاحیہ وغیرہ، جب کہ رُباعیات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے اَدوار بندی کی گئی ہے، یعنی'' رُباعیاتِ قدیم''(۱۸٦۳ء تا۱۸۷۴ء)،''رُباعیاتِ جدید'' (۱۸۷۴ء تا۱۸۹۳ء) اور'' رُباعیاتِ دورِ آخر'' (۱۸۹۳ء تا۱۹۱۴ء) ہے۔رُباعیات کی کل تعداد صدیقی صاحب نے ۱٦۰ بتائی ہے۔'' ۱۸

فصلِ سوم میں صدیقی صاحب نے مکمل اور نامکمل قصائد اور وہ تمام نظمیں زمانی ترتیب سے یک جا کردی ہیں، جو قطعہ بند یا ترکیب بند یا مسدس کی ہیئت میں ہیں،لیکن موضوع کے اعتبار سے وہ قصیدے کے قریب تر ہیں،۱۹ اِن میں سپاہ وتشکر یا مدح وتہنیت کے مضامین شامل ہیں۔حالی کے مکمل قصائد کی کل تعداد ۷ ہے،جن میں سے نعتیہ قصیدہ''عرضِ حال بجناب سرورِ کائنات ؐ کو عمداً اُنھوں نے مسدسِ حالی کے ساتھ جگہ دی ہے، اِسی طرح'' شکریہ والئی رام پور''(ترکیب بند) کو فصلِ نہم کی تعلیمی وتحریکی نظموں میں شامل کیا گیا ہے، کیوں کہ اِس میں قومی تعلیم کی اہمیت کا ذکر ہے۔صدیقی صاحب نے قصیدہ ۱۸۷۴ء کو،جدید طرز کا پہلا قصیدہ قرار دیا ہے۔۲۰

فصلِ چہارم میں '۷' مرثیے سنہ تصنیف کی ترتیب سے درج ہیں۔صدیقی صاحب نے حالی کے کل مرثیوں کی تعداد ۵ بتائی ہے، مزید اُنھوں نے دوایسے مرثیوں ''نوحۂ قصرِ ہند''، ''سرسید کے رفیق''مشمولہ جواہرات کی نشان دہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ حالی نے شخصی مرثیوں کو رواج دیا اور اُردو نظم کے دامن کو وسیع کیا ہے، مثلاً'' مرثیۂ غالب'' کو اُنھوں نے اُردو میں جدید طرزِ مرثیہ گوئی کا تاج محل قرار دیا ہے۔''۲۱

فصلِ پنجم میں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے مناظمۂ لاہور کی مثنویوں کے علاوہ تمام نظمیں زمانی ترتیب سے جمع کی ہیں۔صدیقی صاحب کے بقول حالی نے مثنوی کے فنی آداب اور کلاسیکی حسن کو برقرار رکھتے ہوئے اُسے نئے خیالات کے اظہار اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنایا ہے۔''۲۲

فصلِ ششم بچوں کی اُن نظموں پر مشتمل ہے، جو درسی کتابوں کی زینت نہیں، اِن نظموں میں حالی نے درس آموزی کے علاوہ بچوں کی نفسیات ورُجحانات کا بھی خیال رکھا ہے اور ہلکی پھلکی بحروں میں تفریحی موضوعات پر نظمیں لکھی ہیں۔اِن نظموں میں اسماعیل پانی پتی نے محتاط انداز اختیار نہیں کیا، جس کی وجہ سے ایسی نظمیں بھی کلیات میں شامل کردی جو حالی کی نہیں ہیں، یہی غلطی افتخار احمد صدیقی سے بھی سرزد ہوئی ،اُنھیں اپنی اِس غلطی کا احساس تھا۔اِس کا ذکر **نقشِ دوام** میں بھی کیا ہے کہ اِن اَغلاط کو درست کرنے کی خواہش تشنہ ہی رہ گئی''۔۲۳ کلیاتِ حالی جلد اوّل میں حالی کی شاعری ۶ فصلوں پر مشتمل ہے۔صدیقی صاحب نے متناسب ضخامت کے پیشِ نظر جلد دوم کا آغاز فصلِ ہفتم سے کیا ہے۔ اِس فصل میں صرف دو نظمیں'' مناجاتِ بیوہ'' اور'' چپ کی داد'' شامل کی ہیں۔اُنھوں نے ''مسدس'' کی اشاعت (۱۸۷۹ء) کو حالی کی قومی شاعری کا نقطۂ آغاز کہا ہے۔فصلِ ہشتم قومی ملی نظموں پر مشتمل ہے، جن کی تعداد چار ہے۔اِن میں دو مسدس، ایک قصیدہ اور ایک ترکیب بند شامل ہے۔صدیقی صاحب اِن نظموں کے حوالے سے لکھتے ہیں :'' حالی کا سب سے بڑا ادبی اجتہاد یہ ہے کہ اُنھوں نے نیا اُسلوب ولفظیات کو جمہوری سطح سے قریب تر کردیا ہے۔''۲۴

فصلِ نہم اُن نظموں پر مشتمل ہے، جو تعلیمی واصلاحی تحریک کے سلسلے میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر یا دیگر قومی جلسوں میں پڑھی گئیں۔ اِن میں قوم کے تعلیمی واقتصادی مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔اِن نظموں کی کل تعداد ۱۵ ہے، جن میں ۱۰ ترکیب بند، ایک مسدس، ایک قصیدہ، ایک مثنوی اور دو قطعات شامل ہیں، اِن نظموں میں حالی نے توسیع زبان کے خیال سے متروکات اور دیگر عروضی ولسانی پابندیوں کی پروا نہیں کی۔کہیں کہیں بندش کی سستی وناہمواری اور لفظی ومعنوی تعقید سے اشعار معیار سے گر گئے ہیں۔صدیقی صاحب کے بقول اگر انصاف سے دیکھا جائے تو حالی کے اصلاحی وانقلابی کارناموں کے سامنے یہ کوتاہیاں نظر انداز کردینے کے لائق ہیں۔''۲۵

فصلِ دہم میں تراجم ہیں، اِس میں تین قطعات اور ایک ترکیب بند شامل ہے۔''زمزمۂ قیصری'' کے علاوہ مختصر تراجم درج ہیں۔ بقول صدیقی صاحب''زمزمۂ قیصری'' ترکیب بند کی ہیئت میں سات سات اشعار کے ۳۵ بند کی طویل نظمِ حالی کی قادر الکلامی اور فنی مہارت کا کرشمہ ہے۔یہ آزاد ترجمہ نہیں، ہیئت کی پابندیوں کے علاوہ حالی

نے انگریزی متن پر کسی لفظ یا مصرعے یا شعر کے اضافے کو قوسین سے ظاہر کر دیا۔ ۲۶؎

آخری فصل میں حالی کا متفرق کلام جمع کیا گیا ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ 'الف' میں متفرق اشعار وقطعات، جو دیوانِ حالی اور جواہراتِ حالی کے آخری حصے میں درج ہیں۔ صدیقی صاحب نے کلیات مرتب کرتے ہوئے دیوان کے متفرفات کی چند نظمیں موضوع کی مناسبت سے فصلِ دوم میں شامل کر دی ہیں۔ دوسرے حصہ 'ب' میں قطعاتِ تاریخ اور قرآنی مادہ ہائے تاریخ (قطعۂ تاریخ وفات مولانا محمد حسین آزاد کے سوا، جو جواہرات حالی سے ماخوذ ہے، کے سوا) باقی تمام قطعات اور تاریخی مادے **دیوان حالی** سے منقول ہیں۔ دیوان کے فارسی قطعات کو ضمیمے میں جگہ دی گی ہے۔ 'ج' میں تبرکات حالی کے زیرِ عنوان حالی کا غیر مدون وغیر مطبوعہ کلام اکٹھا کیا گیا ہے۔ غیر مدون کلام میں (۱) غزل کے ۴ شعر (مشمولہ فصلِ اوّل، حواشی)، (۲) ایک نظم (مشمولہ فصلِ ششم...... بچوں کی نظمیں) (۳) ترجمہ اشعار حضرت علیؓ (مشمولہ فصلِ دہم۔ تراجم) ۴۔ تین قطعات تاریخ: (مشمولہ ضمیمہ ۲)، ۵۔ قطعات (مشمولہ فصل یازدہم...... متفرفات) ہیں۔ ۲۷؎ افتخار احمد صدیقی کے بقول نوادرِ حالی کی تلاش ہنوز جاری ہے۔ ایک پُرانی غزل کے چار شعر ابھی دستیاب ہوئے ہیں، جو فصلِ یازدہم میں درج کیے جائیں''۔ ۲۸؎

گویا، افتخار احمد صدیقی نے ہر فصل میں حتی الامکان زمانی ترتیب کا التزام رکھا ہے لہٰذا ہر نظم کے سنہ تصنیف کا تعین حسبِ ضرورت تعارفی حواشی کی ترتیب کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ صدیقی صاحب کے بقول: ''اِس سلسلے میں حالی کا ذہنی ارتقا (غلام مصطفیٰ خاں) مستند ذخیرۂ معلومات ثابت ہوئی''، ۲۹؎ مثلاً حالی کے دَورِ آخر کی غزل کی حوالے سے حواشی میں لکھتے ہیں : ''یہ غزل ۱۹۰۰ء تک لکھی جا چکی تھی، کیوں کہ مولانا حالی نے اپریل ۱۹۰۰ء میں دیوانِ انوار کے تبصرے میں اِس غزل کا چھٹا اور ساتواں شعر نقل کیا ہے''۔ ۳۰؎ دَورِ سوم کی پہلی رُباعی کے آخری مصرعے کی وضاحت حواشی میں اِس طرح کی گئی ''رُباعیات حالی (صفحہ ۱۲۰) میں یہ مصرع غیر موزوں صورت میں یوں درج ہوا ہے: ''بے دیکھے نہ ہوا مطمئن جب کہ خلیل'' ۳۱؎ تاہم متعدد نظمیں ایسی ہیں، جن کے سنہ تصنیف خود مرتب نے داخلی وخارجی شواہد کی بنیاد پر متعین کیے ہیں اور اِس سلسلے میں حالی کے تشریحی حواشی بعینہٖ رقم کر دیے ہیں، مثلاً تعصب وانصاف کے ایک شعر :

اشعری ، معتزلی ، لامذہب
ایک ماں باپ کی اولاد تھے سب

کے حوالے سے سے لکھتے ہیں: ''مثنویات کے دونوں نسخوں میں یہ شعر اور اگلے دو شعر غلط چھپے ہیں: (۱) ''اک ماں باپ'' (بجائے 'ایک ماں باپ')، (۲) ''رائے پر'' (بجائے'' رائے پہ'')، (۳) ''کفر وہاں'' (بجائے ''کفر واں'')، (۴) '' آتے تھے'' (بجائے '' آتے نہ تھے'')، (۵) ''تھے بوجہل'' (بجائے'' تھے وہ بوجہل'')۔ (نسخہ شجاعت صفحہ ۱۰۳، نسخہ فاضل صفحہ ۱۴۲)'' ۳۲؎ ''مرثیہ جناب حکیم محمود خاں مرحوم دہلوی'' کے ایک شعر کا حوالہ اِس طرح دیا ہے: ''بہ مطابق دیوانِ حالی طبع اوّل، طبع سوم (صفحہ ۱۶۲) اور متداوّل نسخوں میں ''مجرموں'' چھپا ہے، لیکن یہ لفظ یہاں بے محل ہے۔'' ۳۳؎ اعلام وآیات وتلمیحات وغیرہ سے متعلق حواشی کو نہایت احسن اور ذمہ دارانہ انداز میں

پیش کیا گیا ہے۔ترتیب اور طباعت کے مختلف مرحلوں میں صحیح نسخوں کو سامنے رکھ کر مسلسل چھان بین کی گئی ہے اور جہاں مقابلے کی گنجائش تھی وہاں قیاس سے کام لے کر کاتبوں اور مرتبوں کی اغلاط و تسامحات کی اصلاح بھی کی ہے،مثلاً ''ضمیمۂ مسدس'' (۱۸۸۶ء) کے ایک مصرعے کی تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :'' مطابق نسخہ محمڈن پریس علی گڑھ(صفحہ ۸۷)،صدی ایڈیشن(صفحہ ۱۶۸) اور دیگر نسخوں میں 'وعظ و جماعت' چھپا ہے''۳۴ مذکورہ بالا نظم کے آخری دو بندوں کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے:'' آخری دو بند کی ترتیب میں اختلاف ہے۔تاج کمپنی ایڈیشن اور قدیم ترین معاصر نسخوں (مثلاً نسخہ محمڈن پریس، علی گڑھ) میں ترتیب معکوس ہے، یہاں صدی ایڈیشن اور دیگر متداول نسخوں کی پیروی کی گئی ہے، کیوں کہ خاتمۂ کلام کے لیے یہ ترتیب زیادہ مناسب ہے۔''۳۵

مختصر یہ کہ کلیاتِ نظمِ حالی جلد اوّل ودوم صدیقی صاحب کی قدیم مخطوطات ومطبوعات کے وسیع مطالعے اور فنِ تدوین کے بارے میں مکمل آگاہی کا منھ بولتا ثبوت ہے۔مجموعے کی مختلف اصناف کی ہیئتی اور معنوی خصوصیات علمِ عروض،تلفظ،اِملا ورسمُ الخط سے واقفیت نے، اُن کے کام کو زیادہ وقیع بنادیا ہے۔اُنھوں نے تاریخ گوئی اور ادبی وتہذیبی اصطلاحات کی بدولت مآخذات کی جانچ پرکھ کو مؤثر بنایا ہے، نیز صحتِ متن کے لیے صدیقی صاحب نے قابلِ اعتماد مخطوطات کے انتخاب اور تحشیہ سے بحیثیتِ مرتب اپنے فرائض بہ طریقِ احسن انجام دیے ہیں۔بلاشبہ مذکورہ کُتب اُن کی محنتِ شاقہ کی دلیل ہیں۔

> ''جواہرِ حالی'' افتخار احمد صدیقی کا مرتب کردہ کلیاتِ حالی کا جامع انتخاب ہے، جو ۱۹۷۵ء میں نذرسنز، لاہور سے شائع ہوا۳۶ لیکن عدم توجہی کے باعث اِس کے تمام نسخے مطبع ہی میں کرم خوردگی کا شکار ہوگئے۔صرف چند جلدیں محفوظ رہیں جو صدیقی صاحب نے اپنے احباب میں منقسم کردیں۔ ۱۹۸۹ء میں کاروانِ ادب، ملتان سے اِس کی طبعِ دوم منظرِ عام پر آئی۔۳۷ اِس انتخاب کو پیش کرنے کی وجوہات کی نشان دہی صدیقی صاحب نے دیباچے میں کی ہے :'' کلیاتِ نظمِ حالی کی ترتیب واشاعت کے دَوران کلامِ حالی کے ایک جامع انتخاب اور ضرورت کا شدید احساس ہوا، کیوں کہ سابقہ نسخوں میں مرتبین نے حالی کی منتشر شعری تخلیقات کی چھان بین کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔''۳۸

جواہرِحالی کو مرتب کرتے ہوئے صدیقی صاحب نے اِس امر پر زور دیا ہے کہ کسی شاعر کے کلام کا انتخاب پیش کرنے کے لیے دل کے معاملے کے علاوہ نقدِ شعر کے مسلمہ اُصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انتخاب کے دائرے کو ذاتی پسند کے دائرے سے وسیع کرنا پڑتا ہے،عموماً انتخاب میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ اِس میں شاعر کے ہر دَور اور اُس کے فکر وفن کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی ہو، یہی وجہ ہے کہ مرتب کے لیے ادبی شعری روایت کے تسلسل اور روحِ عصر کے تقاضوں کو سمجھنا ضروری ہے۔صدیقی صاحب نے بھی **جواہرِحالی** مرتب کرتے وقت اِس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اِس انتخاب میں بعض ایسے اشعار شامل ہیں ،جن کی موجودگی بڑی حد تک ذاتی پسند پر مبنی ہے۔اپنی ذاتی پسند و ناپسند کے حوالے سے لکھتے ہیں :'' نغمگی میرے ذوق شعر کی سب سے بڑی کم زوری

ہے، مجھے ایسے اشعار کم ہی پسند آتے ہیں، جو خوش آہنگ نہ ہوں۔'' ۳۹

صدیقی صاحب نے عصری تحریکات، رُجحانات اور فنی اَقدار کے پیشِ نظر کلیات کی ہر فصل کا جائزہ لے کر انتخاب کیا ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ طوالت وتکرار حالی کی نظموں کا بہت بڑا عیب ہے، جس کی وجہ سے نظموں کی وحدتِ تاثر بہت متاثر ہوتی ہے۔انتخاب کے دَوران اُنھوں نے ایسی نظموں کی نشان دہی کی ہے، جن میں طوالت وتکرار پائی جاتی ہے، مثلاً ''مناجاتِ بیوہ'' کے بارے میں اُن کی رائے یہ ہے کہ اِس کا تقریباً نصف حصہ خارج کردینے کے بعد بھی اِس کے مطالعے میں بےلطفی اور اُکتاہٹ کا احساس نہیں ہوتا، اُنھوں نے چار نظمیں ''مرثیہ غالب''، ''چپ کی داد''، ''شکوۂ ہند''، ''قصیدۂ نعتیہ عرضِ حال بجناب سرورِ کائناتؐ'' پوری کی پوری نقل کی ہیں، اُن کا کہنا ہے : ''اِن نظموں کے اشعار میں قطع وبرید کے لیے طبیعت کسی طرح آمادہ نہ ہوئی۔'' ۴۰

کلیاتِ حالی کی تالیف وطباعت کے موقع پر متن کی تصحیح اور نظموں کے سنہ تصنیف کی تحقیق بروئے کار لاتے ہوئے صدیقی صاحب نے یہ انتخاب مرتب کیا۔ جواہرِ حالی کل آٹھ فصلوں اور ایک ''مرثیہ سرسیّد احمد خاں'' (فارسی) پر مشتمل ہے۔پہلی فصل میں غزلیات کی ادوار بندی کی گئی ہے۔انتخاب غزلیاتِ قدیم (۱۸۶۳ء تا ۱۸۷۴ء)، غزلیاتِ جدید (۱۸۷۴ء تا ۱۸۹۳ء) اور غزلیاتِ دَورِ آخر (۱۸۹۳ء تا ۱۹۱۴ء)۔ اِس فصل میں غزلیات کی کل تعداد ۹۴ ہے، جن میں سے ۲۰ قدیم، ۶۹ جدید اور ۵ آخری دَور کی غزلیں ہیں۔ اِن میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت حواشی میں کی ہے۔حالی کے دیے ہوئے حواشی کو اُسی طرح لکھ دیا گیا ہے، مثلاً غزل نمبر ۱۹ کے تعارفی نوٹ میں لکھا ہے :

> ''یہ غزل تقریباً ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں اُس وقت لکھی تھی، جب کہ اوّل ہی اوّل بہ تقریبِ ملازمت دلّی چھوڑ کر لاہور جانا پڑا تھا، اُس وقت اوّل تو دلّی سے جدا ہونا ہی سخت شاق گزرا تھا۔دوسرے لاہور میں کسی سے جان پہچان نہ تھی وہاں پہنچتے ہی سخت وباء آئی اور وبائے ہیضہ کے بعد مدت تک چیچک اور بخار کا زور رہا۔آخر کار راقم بھی سخت بیمار ہوگیا، اِس تنہائی اورسراسیمگی وغم واندوہ کی حالت میں یہ اشعار لکھے گئے تھے۔(حالی)'' ۴۱

بعض، حواشی میں صدیقی صاحب نے نہایت نپے تلے انداز میں متن کو ہدفِ تنقید بھی بنایا ہے، مثلاً غزل نمبر ۱۴۱ کے حوالے سے لکھتے ہیں : ''شناوری کا ایک گُر یہ بھی ہے کہ ڈوبتوں کو اگر بچانا ہو تب بھی اُن سے دُور رہ کر بچانے کی کوشش کرے ورنہ ڈوبنے والا بُری طرح لپٹ جائے گا اور اپنے ساتھ اُسے بھی لے ڈوبے گا۔'' ۴۲

فصلِ دوم قطعات ورُباعیات پر مشتمل ہے۔یہ قطعات تنقیدی، سیاسی، معاشرتی و اصلاحی موضوعات پر ہیں۔تنقیدی قطعات کی کل تعداد ۳ ہے، اِن میں شعری مباحث پیش کیے گئے ہیں۔سیاسی قطعات کی کل تعداد ۶ ہے۔ اِن میں جبر واستبداد، لاقانونیت اور حکمران وقانون کی کشاکش پائی جاتی ہے۔معاشرتی واصلاحی قطعات میں ۶ قطعات شامل ہیں، جن میں سماجی مسائل اور اُن کے معاشرے پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔طنزیہ ومزاحیہ قطعات ۱۲ ہیں۔اُن میں امرا، حکما اور لیڈروں کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔رُباعیات کو زمانی ترتیب دی گئی ہے۔پہلا

دَور (۱۸۶۳ء تا ۱۸۷۴ء) دوسرا دَور (۱۸۷۴ء تا ۱۸۹۳ء) تیسرا دَور (۱۸۹۳ء تا ۱۹۱۴ء) قرار دیا ہے۔

فصلِ سوم قصائد، منظوماتِ مدحیہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اِس میں ۲ نعتیہ قصیدے اور دوشکریے کے موضوع پر ہیں۔فصلِ چہارم ۴ مرثیوں پر مشتمل ہے، جن میں ''مرثیہ جناب مرزا غالب''، ''مرثیہ مہیں برادرِراقم خواجہ امداد حسین''، ''مرثیہ جناب حکیم محمود خاں دہلوی'' اور ''مرثیہ محسن الملک'' شامل ہے۔ فصلِ پنجم میں درسی، اخلاقی اور مناظراتی نظمیں ہیں، جن کی کل تعداد ۵ ہے۔ اِن نظموں میں ''جواں مردی''، ''برکھا رُت''، '' حُبِ وطن''، ''تعصب وانصاف'' اور ''کلمۃ الحق'' شامل ہیں۔فصلِ ششم میں معاشرتی نظمیں جن کی تعداد ۲ ہے، شامل ہیں ''مناجاتِ بیوہ ''اور'' چپ کی داد'، فصلِ ہفتم ۴ قومی نظموں پر مشتمل ہے۔انتخاب'' مسدس مدوجزر اسلام''، ''انتخاب ضمیمۂ مسدس''، ''عرضِ حال بجناب سرورِکائناتؐ'' اور '' شکوۂ ہند''۔فصلِ ہشتم میں تعلیمی و اصلاحی نظمیں ہیں، اِن میں ''مدرستہ العلوم مسلمانان واقع علی گڑھ''، ''ننگ خدمت''، ''مسلمانوں کی تعلیم''، '' قوم کا متوسط طبقہ''، ''جشنِ قومی''، ''تحفتہ الاخوان'' اور ''فلسفۂ ترقی'' شامل ہے۔ڈاکٹر افتخار صدیقی صاحب نے ''فلسفۂ ترقی'' کا تعارف حواشی میں اِس طرح کرایا ہے :

> '' یہ نظم مولانا حالی نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سترھویں جلسے (منعقد بمبئی) کے چوتھے اجلاس میں، جو مسٹر بدرالدین طیب کی صدارت میں منعقد ہوا تھا ۳۱ دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھ کر سنائی تھی۔مولوی بشیرالدین بانی اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ نے اِسے 'ترقی وتنزل' کے عنوان سے شائع کیا تھا۔جواہرات حالی میں فلسفۂ ترقی کا عنوان درج ہے۔'' ۴۳؎

آخر میں 'فارسی کلام' کے زیرِعنوان '' سرسیّد احمد خاں'' (انتخاب) پیش کیا ہے، اِس کا تعارف کراتے ہوئے صدیقی صاحب حواشی میں لکھتے ہیں :

> '' حالی کا یہ مرثیہ، جو 'مرثیۂ غالب' کی طرح فارسی نظم میں اُن کا شاہ کار ہے۔سرسیّد کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد، مطبع مجتبائی، دہلی سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔طبعِ اوّل کا ایک نسخہ مکرمی ظہیراحمد صاحب مرحوم (اُردو مرکز لاہور) کی توسط سے دستیاب ہوا تھا۔جس میں سنہ اشاعت ماہ مئی ۱۸۹۸ء درج ہے۔ یہ مرثیہ دس دس اشعار کے سات بند پر مشتمل ہے۔ پہلے بند کے سوا، بقیہ چھے بند کے آٹھ آٹھ اشعار اس انتخاب میں شامل ہیں۔'' ۴۴؎

الغرض، **جواہرِحالی** اشعارِ حالی کا ایک ایسا انتخاب ہے، جس کی بنیاد کلیاتِ نظمِ حالی نے فراہم کی ہے اور جیسا کہ افتخار احمد صدیقی نے ''عرض مرتب'' کے اختتام پر لکھا ہے کہ یہ حقیر کوشش کلامِ حالی کے قدر دانوں میں بہ نظرِ استحسان دیکھی جائے گی اور مطالعہ حالی کے سلسلے میں یہ مجموعہ ادب کے طلبہ کے لیے بالخصوص مفید ثابت ہوگا۔ ۴۵؎ درست ہے۔ بلاشبہ یہ شعری انتخاب کے سلسلے کی اہم کڑی ہے۔

حوالہ جات:

(۱) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی: کلیاتِ نظمِ حالی (جلد اوّل)۔ لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۸ء۔

(۲) کلیاتِ نظمِ حالی (جلد اوّل)۔صفحہ۲۴۔

(۳) ایضاً،صفحہ۱۱۷۔
(۴) ایضاً،صفحہ۱۳۱۔

(۵) ایضاً،صفحہ۳۲۔
(۶) ایضاً،صفحہ۳۲۔

(۷) ایضاً،صفحہ۳۲۔
(۸) ایضاً،صفحہ۳۳۔

(۹) ایضاً،صفحہ۳۴۔
(۱۰) ایضاً،صفحہ۳۵۔

(۱۱) ایضاً،صفحہ۳۵۔
(۱۲) ایضاً،صفحہ۳۵۔

(۱۳) ایضاً،صفحہ۳۸۔
(۱۴) ایضاً،صفحہ۹۳۔

(۱۵) ایضاً،صفحہ۴۰۔
(۱۶) ایضاً،صفحہ۴۲۔

(۱۷) ایضاً،صفحہ۴۳۔
(۱۸) ایضاً،صفحہ۴۸۔

(۱۹) ایضاً،صفحہ۴۹۔
(۲۰) ایضاً،صفحہ۵۱۔

(۲۱) ایضاً،صفحہ۵۳۔
(۲۲) ایضاً،صفحہ۵۵۔

(۲۳) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی: کلیاتِ نظمِ حالی،(جلد دوم)۔ لاہور، مجلس ترقی ادب۔ ۱۹۷۰ء۔

(۲۴) ایضاً،صفحہ۵۲۔
(۲۵) ایضاً،صفحہ۶۲۔

(۲۶) کلیاتِ نظمِ حالی،(جلد دوم)۔صفحہ۶۸۔

(۲۷) ایضاً،صفحہ۶۷۔
(۲۸) ایضاً،صفحہ۶۷۔

(۲۹) ایضاً،صفحہ۶۷۔
(۳۰) ایضاً،صفحہ۱۶۴۔

(۳۱) ایضاً،صفحہ۲۴۱۔
(۳۲) ایضاً،صفحہ۴۳۲۔

(۳۳) ایضاً،صفحہ۳۴۶۔
(۳۴) ایضاً،صفحہ۱۵۶،۱۵۷۔

(۳۵) ایضاً،صفحہ۱۷۶۔

(۳۶) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی: جواہرِ حالی۔ لاہور، نذر سنز، ۱۹۷۵ء۔

(۳۷) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی: جواہرِ حالی۔ملتان، کاروانِ ادب، ۱۹۸۹ء۔

(۳۸) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی: جواہرِ حالی۔ لاہور، لنذ رسنز، ۱۹۷۵ء،(عرضِ مرتب)

(۳۹) ایضاً،ص ن۔
(۴۰) ایضاً،ص س۔

(۴۱) ایضاً،ص ۲۹۔
(۴۲) ایضاً،۵۲۔

(۴۳) جواہرِ حالی (نذر سنز)۔صفحہ۱۲۶۔

(۴۴) ایضاً،صفحہ۳۷۲۔
(۴۵) ایضاً،صفحہ۔۱۲